عید الفطر ایثار و ہمدردی کا دن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ نَحۡمَدُہٗ وَنَسۡتَعِیۡنُہٗ وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ وَنُؤۡمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیۡہِ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَیِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ یَّھۡدِہِ اللّٰہُ فَلَامُضِلَّ لَہٗ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡہُ فَلَاھَادِیَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ اَمَّا بَعۡدُ فَقَدۡ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الۡقُرۡاٰنِ الۡمَجِیۡدِ وَالۡفُرۡقَانِ الۡحَمِیۡدِ اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰکُمۡ وَلَعَلَّکُمۡ تَشۡکُرُوۡنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡمُ

محترم بزرگو اور دوستو! اسلام ایک ایسا طرزِ فکر اور ضابطہ حیات ہے جس کو اختیار کر کے انسان اس صالح اور متوازن معاشرے کا حصہ بنتا ہے، جو دنیا میں انصاف و مساوات اور امن و اخوت کا ضامن ہے، یہ دین دنیا میں اس وقت آیا جب بالخصوص عرب میں ہر طرف انسانیت ظلم و عداوت کی چکی میں پس رہی تھی، ایثار و قربانی کے نام سے دنیا نا آشنا ہو چکی تھی، کسی دل میں دوسرے کے لئے ہمدردی و اخوت کا کوئی جذبہ نہ تھا، اس وقت اور اس ماحول میں یہ آخری دین اور اس دین کے داعی پیغمبر آخر

الزماں ﷺ پورے عالم انسانیت کے لئے رحمت عالم کے پیامی بن کر آئے۔ اسلام بلاشبہ آفاقی دین ہے، یہی وجہ ہے کہ اسلامی تعلیمات میں مسلمانوں کے درمیان باہمی اخوت ومحبت کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔

اللہ کی کتاب کی لاکھوں خصوصیات میں ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ کبھی اس کے عجائبات ختم نہ ہوں گے، رمضان المبارک کے روزے کی فرضیت اور دیگر احکام جن آیتوں میں بیان فرمائے وہیں درمیان میں وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ یعنی جب میرے بندے میرے بارے میں پوچھیں کہ میں قریب ہوں یا دور تو آپ فرما دیجئے کہ میں قریب ہوں جب وہ مجھے پکارتے ہیں تو میں ان کی پکار سنتا ہوں اور قبول کرتا ہوں۔ رمضان المبارک کے احکام کے درمیان یہ دعا والی آیت کیوں آگئی؟ نبی اکرم ﷺ نے واضح فرمادیا کہ رمضان دعاؤں کی قبولیت کا مہینہ ہے، دن رات میں ایک دعا ضرور قبول ہوتی ہے، تہجد کے وقت میں دعا ضرور قبول ہوتی ہے، افطار کے وقت دعا قبول ہوتی ہے، اسی طرح رمضان کی آیت شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ والی پوری آیت پڑھ لیجئے اس میں اللہ تعالیٰ نے عید کی نماز اور تکبیرات کا تذکرہ فرمایا گیا ہے۔

اسلام کے پورے عبادتی نظام میں اتحاد، یکجائی اپنی مکمل افادیت کے ساتھ نمایاں نظر آتی ہے، اولین عبادات جو اسلام نے ہر مرد وعورت پر ہر حال میں فرض کی ہے نماز ہے، جو سب سے افضل عبادت ہے، اگرچہ نماز انفرادی طور پر گھر کے اندر بھی ادا ہو جاتی ہے، مگر مسجد میں جا کر مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ پڑھنے کی تاکید غیر معمولی طور پر کی گئی اور بطور ترغیب اس کا ثواب ستائیس گنا رکھا گیا، اس طرح اس بنیادی عبادت میں ایک مسلمان روزانہ پانچ مرتبہ محلّہ کی مسجد میں جا کر اہل محلّہ سے

ملتا ہے، ان سے اوران کے احوال اور دکھ درد سے واقف ہوتا ہے، اس طرح محلّہ کے لوگوں میں باہمی تعارف کے ساتھ انسیت ومحبت پیدا ہوتی ہے، ایک دوسرے کا دکھ درد بانٹنے یا خوشیوں میں شریک ہونے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ پھر ہفتہ میں ایک بار جمعہ کے دن کو عید المسلمین قرار دیا گیا، اس دن پورے شہر کے لوگ یکجا ہوکر ایک دوسرے کے احوال کی واقفیت حاصل کرتے ہیں، نماز جمعہ کے بعد ملاقاتیں ہوتی ہیں اور باہمی محبت کو فروغ ملتا ہے، یوں کہنا چاہئے کہ مسلمانوں کا باہمی ربط وضبط اور جذبہ اخوت بجائے خود اسلام کی نظر میں عید کی مسرت رکھتا ہے، پھر سال میں دو عیدیں رکھی گئیں کہ نماز عید کے موقع پر باہمی تعارف وتعلق کا دائرہ مزید وسیع ہوتا ہے، اور یہاں صرف اہل شہر ہی نہیں، قرب وجوار کے دیہات سے بھی مسلمان آ کر عیدگاہ میں جمع ہوتے ہیں اور اخوت اسلامی کو فروغ ملتا ہے۔ رمضان المبارک کے جو مسلسل روزے رکھے اس کے اختتام پر عید الفطر انعام خداوندی کا دن، جس سے امت کے لئے سب سے بڑا سبق غریبوں کے دکھ درد کو سمجھنا غریبوں کی بھوک وپیاس کو سمجھا دینا ہے، صرف نئے کپڑے پہن لینا عید نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کی حکمتیں

اللہ تعالیٰ نے معاشرہ میں مختلف طرح کے لوگ پیدا فرمائے، کوئی مالدار کوئی غریب، اس میں اللہ تعالیٰ کی بے شمار مصلحتیں ہیں، چنانچہ حکم دیا کہ جو غریب ہوں یہاں ان سے محبت کرو، انہیں نفرت یا حقارت سے نہ دیکھو، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا فقراء اور غریبوں سے محبت کیا کرو اور ان کے ساتھ بیٹھو اور عربوں سے محبت دل سے کرو۔ بلکہ اللہ کے رسول ﷺ نے غریبی کو پسند فرمایا اور اپنے آپ کو ان میں شامل فرمانے کی بھی دعا فرمائی۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یا اللہ مجھے مسکین بنا کر زندہ رکھئے، مسکین کی حالت میں دنیا سے اٹھایئے اور میرا حشر مسکینوں کی جماعت میں فرمایئے۔

لہٰذا اگر کسی کو منجانب اللہ غریبی و مسکینی کا درجہ ملے تو انتہائی صبر و سکون گذرے، حضرت سعید بن ابی سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابوسعید! صبر کرو تم میں سے جو مجھ سے محبت کرتا ہے فقر اس پر ایسی تیزی سے آتا ہے جیسے تیزی سے سیلاب کا پانی وادی کی اونچائی سے نیچے کی طرف آتا ہے۔

بلکہ حدیث میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندہ کو دنیا سے بچاتے ہیں، چنانچہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے محبت فرماتے ہیں تو اس کو دنیا سے اس طرح بچاتے ہیں جس طرح تم میں سے کوئی شخص اپنے مریض کو پانی سے بچاتا ہے۔

عمر بن عبدالعزیز کی عید

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا ایک غلام بیت المال کا خازن تھا، آپ کی چند بیٹیاں تھیں، وہ عید کے دن آئیں، کہنے لگیں، رعیت کی عورتیں اور لڑکیاں ہمیں ملامت کریں گی، کہیں گی کہ تم امیر المومنین کی بیٹیاں اور پرانے کپڑوں میں پھرتی ہو، سفید نئے کپڑے بھی نہیں، وہ آپ کے سامنے رونے لگیں، آپ نے غلام کو بلایا اور کہا مجھے صرف ایک ماہ کی تنخواہ دے دے۔ غلام نے کہا امیر المومنین! آپ بیت المال سے ادھار لے لیں، کیا آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ ایک ماہ تک زندہ رہیں گے؟ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ حیران رہ گئے، کہنے لگے تو نے سچ کہا، اللہ تجھ میں

برکت دے۔ پھر لڑکیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے اپنی خواہشات کو ضبط کرو، کیونکہ جنت میں کوئی بغیر مشقت کے داخل نہیں ہوسکتا۔ اگر تم چاہو تو قرض لے کر تمہارے لئے عید کے عیش وعشرت کا سامان کا انتظام کرسکتا ہوں، لیکن اگر قرض ادا کرنے سے قبل مر گیا، تمہارا باپ جہنم میں جلنا پڑے گا۔ بچوں نے کہا ابا جان! نہ روئیں، جو ہیں انہی کپڑوں میں عید کریں گے، ہماری وجہ سے ہمارا باپ جہنم میں جلے ہم کو یہ گوارا نہیں۔ لوگو! آج یہ آنکھ بند کر سود لینا آنکھ بند کر کے بینکوں سے قرض لے لینا یہ حالات صحیح نہیں، ان کو بدلو، جو اللہ نے دیا اس میں عید کے سامان کا انتظام کرلو، ریاکاری ودکھاوے اور نام ونمود کی غرض سے اپنی آخرت کو برباد کرنے سے اپنے آپ کو بچاؤ۔

ضرورت مندوں کو دیں

مانگنے والوں کو دینا کمال نہیں، بلکہ محتاجوں، مسکینوں کو تلاش کر کے دو، جو اپنی غیرت کی وجہ سے سوال نہیں کر سکتے، مانگنے والے تو مانگ مانگ کر اپنی ضرورت پوری کرلیتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ سید الانبیاء ہیں، مگر تنگی کا یہ عالم ہے کہ ایک مرتبہ باپ اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر آنا چاہتے ہیں، اجازت مانگی تو بیٹی نے کہا پہلے اپنی چادر اندر ڈال دو، پھر اندر آنے کی اجازت ملی۔ ایسی حالت میں زندگیاں گذار کر امت کیلئے اسباق چھوڑ کر چلی گئیں، ایک دوسرے کیلئے ہمدردی کی صفت پیدا کرو۔

حضرت خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ یہ مال شیریں وشاداب ہے، جو اسے جائز اور صحیح طور سے حاصل کرے گا برکت دی جائے گی۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص مال کو اس کے ساتھ حاصل کرے گا تو اسے برکت دی جائے گی اور

جو ناحق یعنی خلاف شرع حاصل کرے گا تو اس کی مثال اس طرح ہے جو کھائے پیٹ نہ بھرے، یعنی مال سے فائدہ حاصل نہ ہوگا، پریشانی بڑھے گی اور پتہ نہیں چلے گا کہ کہاں سے آیا اور کہاں گیا۔

اتنا ضرور یاد رکھیں کہ دین وشریعت پر عمل دنیا کے تمام مال ومتاع سے بہتر ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں کے درمیان رزق تقسیم فرمادیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے دنیا اسے بھی دی ہے جس سے وہ محبت کرتے ہیں، اور اسے بھی دی ہے جس سے وہ نفرت کرتے ہیں اور دین صرف اسی کو دیا ہے جس کو محبوب رکھتے ہیں، پس جسے اللہ رب العزت نے دین سے نوازا ہے بس وہ محبوب اور پسندیدہ ہے۔

اس حدیث سے واضح ہوگیا کہ مال کا مل جانا محبوبیت الٰہی کی علامت نہیں ہے، اگر اللہ تعالیٰ نے دین وشریعت پر عمل کی توفیق دی ہے تو وہ بہت بڑی دولت ہے، لہٰذا مال کے پیچھے نہ دوڑیں اور نہ ملے تو افسوس بھی نہ کریں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری حیات طیبہ پر غور کر لیجئے کہیں یہ نہیں ملے گا کہ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو دوسروں سے برتر رکھنے کی کوشش کی ہو، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غرباء ومساکین معمولی حیثیت کے لوگوں کے ساتھ رہتے تھے اور جس طرح رؤساء اور سرداروں کے ساتھ آپ کا سلوک تھا، اس طرح چھوٹے درجے کے لوگوں کے ساتھ بھی تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو

مساوات کا درس اس درجہ دیا کہ آپ کا گھر، اپنا خاندان دوسروں کے برابر قرار دیا کبھی تفوق وبرتری کو پسند نہ فرمایا۔ ایک مرتبہ تو حضرت فاطمہ

رضی اللہ عنہا سے فرمایا اے محمد ﷺ کی بیٹی! اپنے لئے نیک عمل کرلو۔ ایک مرتبہ دوسرے خاندان کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اے محمد ﷺ کی آل! ایسا نہ ہو لوگ میرے پاس نیک اعمال لے کر آئیں اور تم حسب ونسب لے کر آؤ۔ عمل کرو میں اللہ کی گرفت سے تمہیں بالکل نہیں بچا سکتا۔ اللہ کے نبی ﷺ کا یہ ارشاد مبارک بھی مسلمانوں کے لئے بیش بہا دولت ہے، فرمایا مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرے، اور نہ اسے بے یار ومددگار چھوڑے، اور نہ اس سے جھوٹ بولے اور نہ اسے حقارت کی نظر سے دیکھے۔ آپ ﷺ نے اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین بار فرمایا ہے تقویٰ یہاں ہے، انسان کی بربادی کے لئے کافی ہے کہ وہ اپنے کسی مسلمان بھائی کو حقارت سے دیکھے۔ غرض عید الفطر کے ذریعہ سے اللہ تقویٰ وپرہیزگاری کے ساتھ ہمارے اندر ہمدردی وایثار کا جذبہ پیدا فرمائے۔

انسانی زندگی خوشی اور غم دونوں سے عبارت ہے، ہماری زندگی میں جہاں خوشی کے لمحات آتے ہیں وہیں غم کے کربناک مواقع بھی آتے ہیں۔ جب کوئی خوشی کا موقع آتا ہے تو ہم چاہتے ہیں کہ خوشی کی یہ گھڑیاں تھم جائیں یا طویل تر ہو جائیں اور جب کوئی غم کا موقع درپیش ہوتا ہے تو ہم یہ چاہتے ہیں کہ مصیبت اور ابتلاء کا یہ عرصہ جلد سے جلد ختم ہو جائے، خوشی کی گھڑیاں ہمیں مختصر اور غم کے لمحات طویل محسوس ہوتے ہیں۔ انفرادی زندگی کے ساتھ ساتھ قوموں اور ملتوں کی اجتماعی زندگی میں بھی ہر سال خوشی کے لمحات آتے رہتے ہیں، جنہیں مسلمان عید اور دیگر مذاہب کے ماننے والے تہوار کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

عید کا محرک اور مقصد

مختلف مذاہب اور قوموں میں عید اور تہوار کے جدا جدا محرکات اور الگ الگ مقاصد ہوتے ہیں۔قوم یہود ہر سال اس دن عید مناتی ہے جس دن اسے فرعون کے مظالم سے نجات ملی تھی۔ان کی عید تاریخ کے اس عظیم واقعہ سے وابستہ ہے، جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قیادت میں انہیں دریائے نیل میں راستہ بنا کر فرعون کی غلامی سے نجات بخشی تھی اور فرعون کو اسی دریا میں غرق کر دیا تھا۔عیسائیوں کے ہر سال عید منانے کا محرک اور مقصد یہ ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سارے انسانوں کے گناہوں کا کفارہ ادا کرنے کیلئے ان کی اپنی دانست میں صلیب پر چڑھایا گیا تھا۔اسی طرح دنیا کی مختلف قوموں میں عید، تہوار اور رسومات منانے کے مختلف محرکات اور مقاصد پائے جاتے ہیں۔ ہندو قوم ہر سال کئی تہوار مناتی ہے، جو اُن کی تاریخ کے کسی اہم واقعہ یا دن سے موسوم ہوتا ہے، بعض اقوام موسم بہار کی آمد اور فصل کی کٹائی پر نو روز یا بسنت بہار کے نام سے تہوار مناتے ہیں، نئے سال کے شروع ہونے پر بھی تہوار، فیسٹول منائے جاتے ہیں، دنیا کے کئی ملکوں میں غیر ملکی اقوام کی بالادستی اور غلامی سے نجات ملنے کے دن کو بھی قومی تہوار کے طور پر منایا جاتا ہے۔

امت مسلمہ کی عیدین کا محرک اور مقصد

دنیا کی تمام اقوام اور ممالک کے عید اور تہوار منانے کے محرکات اور مقاصد کے برخلاف اسلام ہمارے سامنے عید کی خوشیاں منانے کا بالکل منفرد اور جداگانہ تصور پیش کرتا ہے۔ دنیا کے تمام مسلمان اجتماعی طور پر ہر سال دو بڑی عیدیں مناتے ہیں، پہلی عید یعنی عید الفطر کی خوشیاں ہم رمضان کا مہینہ پورا ہونے پر اسلئے مناتے ہیں کہ

رمضان کے مہینے میں قرآن مجید کے نزول کا آغاز ہوا تھا، قرآن اللہ کی سب سے بڑی اور عظیم نعمت ہے، اسلئے ہم اس کا شکر ادا کرنے کیلئے رمضان کا پورا مہینہ روزے رکھتے ہیں اور روزے پورے ہونے پر قرآن کی نعمت کے حصول کی خوشیاں مناتے ہیں۔

دوسری عید عید الاضحیٰ یا بقر عید ہم اس وقت مناتے ہیں جب اللہ کی اس عظیم نعمت یعنی قرآن مجید کی تکمیل ہوئی۔ حجۃ الوداع کے موقع پر حضور اکرم ﷺ پر قرآن کریم کی آخری آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ الخ نازل ہوئی تھی، بقر عید حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانیوں کی یادگار ہونے کے ساتھ ساتھ تکمیل قرآن کے ساتھ بھی مربوط و منسوب ہے، لہٰذا تمام مسلمان اس عظیم نعمت قرآنی کے تکمیل پر بطور شکران نعمت عید الاضحیٰ کی خوشیاں مناتے ہیں۔ نعمت قرآن کے ملنے پر خوشی کے اظہار کا حکم بھی اللہ رب العزت نے خود اپنی کتاب میں اس طرح فرمایا ہے کہ اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آ گئی ہے، جو دلوں کے امراض کیلئے شفا ہے اور جو اسے قبول کر لیں ان کیلئے رہنمائی اور رحمت ہے۔ اے نبی! کہو یہ اللہ کا فضل ہے اور اس کی مہربانی ہے کہ یہ چیز اس نے بھیجی، اس پر لوگوں کو خوشی منانی چاہئے، یہ ان سب چیزوں سے بہتر ہے جنہیں لوگ سمیٹ رہے ہیں۔ اس لئے ہماری دونوں عیدوں کا تعلق قرآن کریم سے ہے۔

مسلمان کس طرح عید مناتے ہیں؟

امت مسلمہ کا عید کی خوشیاں منانے کا طریقہ بھی دیگر مذاہب اور اقوام سے بالکل جداگانہ اور اعلیٰ و ارفع ہے۔ دنیا کی تمام قومیں اپنے تہوار اور فیسٹول کے موقعوں پر ناچ گانے، ڈھول تماشے کا اہتمام کرتی ہیں، ان کی خوشیاں اسی پر ختم نہیں ہوتیں، بلکہ انتہائی شرمناک خرافات کو مذہبی تقدس کا جامہ پہنا کر شراب اور جوئے کی

محفلیں سجائی جاتی ہیں ، بے حیائی اور فحاشی کی محفلوں میں مرد وزن بڑی بے شرمی سے رنگ رلیاں مناتے ہیں، مغربی ممالک میں سالانہ پروگرام کیے جاتے ہیں، جن میں نیم عریاں اور مادرزاد برہنہ عورتوں کے ناچ خصوصی اہتمام سے پیش کیے جاتے ہیں، نئے سال کی تقریبات میں نہ صرف مغربی ممالک بلکہ خود ہمارے وطن عزیز میں فحاشی اور بے حیائی کی ساری حدیں پھلانگ دی جاتی ہیں۔

ان تمام روایات اور خرافات کے برعکس دین اسلام اپنے ماننے والوں کو ہر سال دو بڑی عیدیں منانے کی جو تعلیم دیتا ہے ان میں اللہ کو یاد کرنے کا حکم دیتا ہے ،ہم سب اللہ کی حمد وثنا کرتے ہیں ،اسکی تعریف کرتے ہیں اور اس کی کبریائی کا اعلان کرتے ہیں اور اس کے ساتھ اللہ کے بندوں کا حق بھی ادا کرتے ہیں۔ عیدالفطر میں زکوٰۃ اور فطرے کی مدد سے غریب اور نادار مسلمانوں کو اس قابل بناتے ہیں کہ وہ بھی عید کی خوشیوں میں ہمارے ساتھ برابر کے شریک ہوسکیں اور عیدالاضحیٰ کے موقع پر گوشت تقسیم کرکے اپنے ساتھ عید کی خوشیوں میں شامل کرتے ہیں۔ اس کی مثال دنیا کے کسی بھی تہوار اور فیسٹول میں نہیں ملتی، ہماری عید کی خوشیاں اللہ کی خشیت ومحبت اور تقویٰ کی روح سے لبریز ہوتی ہیں، دوسری قوموں کی طرح عید کے روز لہو ولعب اور گناہ ومعصیت کا شکار نہیں ہوتے ، نہ ہی فحاشی اور بے حیائی سے عید کے دامن کو داغدار کرتے ہیں، ہماری عید کا دن متانت اور ثقافت سے منور ہوتا ہے، ہم غیر مسلموں کو بھی عید کی خوشیوں میں شریک کرتے ہیں، اللہ کی عبادت کرتے ہیں، نماز عید کا خصوصی اہتمام کرتے ہیں، اللہ کی کبریائی بیان کرتے ہوئے عید گاہ جاتے اور کبریائی کا اعلان کرتے ہوئے گھروں کو لوٹ آتے ہیں۔

عید کی خوشیاں منانے کا پہلا حق ان لوگوں کا ہے جو ایمان اور احتساب کے ساتھ رمضان کے شب و روز گذارتے ہیں اور رمضان کا صحیح معنی میں حق ادا کرتے ہیں، اکثر لوگ عید کی خوشیوں کو قیمتی لباس اور لذیذ کھانوں میں تلاش کرتے ہیں اور عید کی تیاری میں رمضان کی انمول اور بابرکت گھڑیوں خصوصاً رمضان کے آخری عشرہ کو ضائع کردیتے ہیں، ہمیں چاہئے کہ ہم رمضان کی خریداری رمضان شروع ہونے سے قبل یا کم ازکم رمضان کے پہلے عشرہ میں مکمل کرلیں، اگر کسی دشواری اور مجبوری کے باعث آخری عشرہ میں ہی خریداری کرنی پڑے تو دن کے وقت کرلیں لیکن بیسویں روزہ کے بعد ہی ہم پر خریداری کا جنون طاری ہوتا ہے، نہ ہمیں تراویح کے ضائع ہونے کی پرواہ ہوتی ہے اور نہ طاق راتوں میں شب قدر تلاش کرنے کی فکر، سب سے بڑے خسارے میں ہم اس وقت پڑتے ہیں جب عید کا چاند دیکھ کر اللہ سے اپنے روزوں کی اجرت اور مزدوری حاصل کرنے کی بجائے رومال، بنیان وغیرہ کی خریداری کے لئے بازار میں نکلتے ہیں۔

عید کی رات اجرت کی رات

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جب رمضان کی آخری رات آتی ہے تو اللہ تعالیٰ روزے داروں کے تمام گناہ معاف فرمادیتے ہیں، مزدوروں کو کام ختم ہونے کے وقت مزدوری دے دی جاتی ہے۔ عید کی رات اللہ کے حضور سجدے میں گر کر رو رو کر نجات کی دعا کرنے اور اپنی اجرت اور مزدوری طلب کرنے کی ہوتی ہے۔

حال یہ ہوتا ہے کہ ہم ساری رات بسا اوقات فجر کی نماز تک بازاروں میں گھومتے رہتے ہیں، فجر کی نماز ضائع کردیتے ہیں اور خورد و نوش کی تیاری میں لگ جاتے ہیں۔

عید کا دن انعام کا دن

حضرت سعد بن اوس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عید کا دن انعام کا دن ہوتا ہے، اور اسے دنیا میں تو عید کا دن کہا جاتا ہے مگر آسمانی دنیا میں فرشتوں کی دنیا میں اس کو انعام کا دن کہا جاتا ہے۔

اگر ہم نے رمضان کے مہینے کا حق ٹھیک ٹھیک ادا نہ کیا تو انعام کے مستحق بھلا کیونکر ہوں گے اور عید کی رات اللہ کے حضور گڑگڑا کر اپنی رمضان کی اجرت طلب کرنے کی بجائے بازاروں میں گھومتے رہیں تو اللہ تعالیٰ سے اجرت اور مزدوری کیسے پا سکیں گے؟ اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆